ترغیب دلاتے۔ ان کا مسلک یہ بھی تھا کہ دنیا کے سامنے اپنے دکھوں کی نمائش نہ کرتے پھرنا چاہیے۔ بلکہ آدمی دوسروں کی تواضع خوشی اور خدمت کے پھولوں سے کرے۔ رشید مرحوم بڑھاپے کی لازمی تنہائی سے بھی گذرے ہیں، اگرچہ ان کو محبت و توجہ کی فضا حاصل رہی۔ اس تنہائی کے احساس کی کہیں کہیں جھلک سامنے آتی ہے۔ پھر ایک جگہ لکھتے ہیں کہ سر کی چوٹی سے ایڑی تک طرح طرح بیماریاں مجھ سے چمٹی ہوئی ہیں۔

ایک خاص بات یہ کہ ایک دور ایسا بھی رہا کہ جب کہ مذہب اور خدا کے متعلق رشید احمد صدیقی کچھ سراب سے تصورات رکھتے تھے۔ مگر بعد میں ایسی تبدیلی آئی کہ ہر کام خدا کے نام سے کرتے تھے۔ اس کی نعمتوں کا شکر لازم سمجھتے، اس سے مدد طلب کرتے اور صاف صاف کہتے کہ جو کچھ ہونا ہے وہ خدا کی مرضی سے ہوگا۔

ارمغان نیاز | مرتب: جعفر بلوچ۔ ناشر: دار الکتاب، کالج روڈ، لیہ۔ صفحات پونے دو سو
قیمت مجلد مع گرد پوش ۵۰/- روپے

اُردو شاعری کا ایک اہم باب "زمیندار اسکول" بھی ہے جس نے مولانا ظفر علی خاں مرحوم کے ادیبانہ و شاعرانہ فیضان سے بہت سے ایسے شاعر ابھار کر معیاریت کے مقام تک پہنچائے جن میں مہارتِ بدیہہ گوئی، غلامی کی مخالفت، مہاشہ تسلط کی سیاسی و اقتصادی زنجیروں کو توڑنے کا جذبہ، منکرینِ ختمِ نبوت کے طلسمِ باطل کو پاش پاش کرنے کا داعیہ، اور مسلمان نوجوانوں میں اسلامی جذبات بیدار کرنے کے خاص اوصاف نمایاں تھے۔ ان "آفتاب آثار" شعرا کی لمبی فہرست جعفر بلوچ نے "سرِ متن" کے آغاز میں دی ہے۔

اس صف میں جو حضرات بہت ہی زیادہ بلند مقام اور شہرت یافتہ ہیں اُن میں سے ایک راجہ محمد عبداللہ نیاز ہیں۔ جعفر بلوچ صاحب کے ہم احسان مند ہیں کہ اُنھوں نے نہ صرف خود ایک شاندار مقالہ لکھا (علاوہ تمہید کے) بلکہ بہت سے دوسرے فاضل حضرات کے مضامین فراہم کرکے "ارمغانِ نیاز" کے نام سے مجموعہ مرتب کر دیا۔ نیاز صاحب سے جعفر صاحب کے جو گہرے تعلقات تھے، ان کا

بھی تذکرہ آگیا ہے اور بہت اچھا کلام نیاز صاحب کا اس کتاب میں مختلف اصحاب نے بہم کیا ہے۔
یہ خدمت اس لحاظ سے بڑی قابلِ قدر ہے کہ ایک پاکیزہ طبیعت کے ماہرِ فن کی شخصیت اور شاعری کے متعلق جعفر صاحب نے ایک تصویر معاشرے کے سامنے رکھ کر ماضی کو حال کی محفل میں پیش کر دیا ہے۔
نیاز صاحب جیسے شعرا کے نام اور کام کو زندہ رہنا چاہیے۔

علامہ اقبالؒ اور سید مودودیؒ مؤلف: جناب وسیم احمد فاروقی ندوی۔ ناشر: حسنات اکیڈمی پرائیویٹ لمیٹڈ، منصورہ لاہور۔ صفحات تقریباً دوسو۔ دبیز آرٹ کارڈ کا رنگین سرورق۔
قیمت: ۲۷/- روپے۔

ابتدائی تصور یہ میرا ہی تھا کہ "تذکرۂ مودودیؒ" کے لیے اقبال اور مودودیؒ کے وسیع مبحث پر مختلف موضوعات کے تحت ایسے مضامین لکھوائے جائیں جن میں یہ دکھایا جائے کہ دونوں مفکرین نے دین، ایمان، نبوت، قادیانیت، فقہ، قانون، اجتہاد، اسلامی ریاست، مغربی تہذیب، یہود و نصاریٰ، سرمایہ داری، سود، اشتراکیت، لادین جمہوریت، ہندو امپیریلزم، کانگرس اور اس کی متحدہ وطنی قومیت، کشمیر، حرمین، جہاد، آزادی، تعلیم، شاعری، ادب، خودی، اُمید، عزم، یقین، صبر، علم، زندگی، موت، تاریخ، بادشاہت، آمریت اور دوسرے بے شمار موضوعات پہ ایک ہی جیسے خیالات کا اظہار کیا ہے۔

ہمارا پروگرام تو متعلقہ دوست نبھا نہ سکے، لیکن چند متفرق تحریریں اسی مدعا کی آتی رہیں۔ انہی میں یہ کتاب بھی شامل ہے۔

فاروقی صاحب نے بڑی محنت کر کے ایک اچھا تقابلی مطالعہ پیش کیا ہے۔ بلکہ اقبال اور مودودی کی ہم آہنگی کو مختلف موضوعات کے تحت بڑی خوبی سے دکھایا۔ وہ اقبال کے اشعار دیتے ہیں، ان کے ساتھ مولانا کا نثر پارہ، اور کہیں کہیں خود بھی وضاحتِ مدعا کرتے ہیں۔ مؤلف اور ناشر دونوں فریقوں کو میں مبارک باد پیش کرتا ہوں۔ میرا خیال ہے کہ مزید کام ہونا چاہیے۔

ہمارے ہاں تعصب کا روگ ایسا پھیلا ہوا ہے کہ ہر ایک اپنی اپنی شخصیت کا بت سینے سے